Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:5 (1975)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نظرات

انسانی جسم کی اندرونی توانائی جب کسی وجہ سے کم ہوجاتی ہے تو اس کی قوتِ دفاع مضمحل ہوجاتی ہے اور اس کو طرح طرح کے عوارض لاحق ہونے لگتے ہیں۔ یہ قانونِ قدرت ہے۔ فرد کی طرح قوم کا بھی ایک جسم ہوتا ہے اور اس میں بھی قدرت کے اسی قانون کی کارفرمائی ہے۔ آجکل ہمارے قومی وجود کا مزاج کچھ بگڑا ہوا ہے۔ ہمارے اجتماعی جسم کو طرح طرح کے عوارض لاحق ہو رہے ہیں۔ کیا اس کی اندرونی توانائی کمزور ہوگئی ہے اور اس کی قوتِ دفاع مضمحل ہوچکی ہے؟ یہ صورتِ حال ہر اس شخص کے لئے وجہِ اضطراب ہے جو اپنے قومی وجود کو اپنے ذاتی وجود کی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر عزیز رکھتا ہے اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اس کے قومی وجود کو خدانخواستہ کوئی گزند پہنچا تو اس کا ذاتی وجود بے معنی ہو کر رہ جائے گا اور وہ جیتے جی مر جائے گا۔

ہمارے قومی وجود کی روح جس قالب میں متمکن ہے اس کا نام پاکستان ہے۔ پاکستان، اسلام کا گہوارہ، سات کروڑ مسلمانوں کا وطن اور دنیائے اسلام کی امیدوں کا مرکز۔ آج اس پاکستان میں ایسے فتنے سر اٹھا رہے ہیں کہ اگر بروقت ان کا سدّباب نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ ہمارا قومی وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔ ان تازہ فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ جس کے بطن سے بہت سے اور کتنے فتنے جنم لے چکے ہیں، یہ سوال ہے کہ آیا ہم ایک قوم ہیں یا ایک سے زائد۔ اس فتنے کی اگرچہ کوئی جڑ بنیاد نہیں، اور کسی بھی فتنے کی کوئی جڑ بنیاد نہیں ہوتی اور یہ محض چند نام نہاد دانشوروں کی طرف سے اٹھایا گیا فتنہ ہے لیکن پھر بھی فتنہ' فتنہ ہوتا ہے، اور اگر بروقت اس

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

کا تدارک نہ کیا جائے تو بعد میں اس کی تباہ کاریوں پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں، قبل اس کے کہ پانی سر سے گزر جائے، ایسے تمام فتنوں کے استیصال کی سبیل کرنی چاہیئے جو ہمارے قومی وجود کے لئے خطرے کا باعث ہو سکتے ہیں۔

قومیّت یا قومیّتیں

برِصغیر کے مسلمانوں میں قومی تشخّص کے شعور نے انگڑائی لی تو انھوں نے ہندو اکثریت اور دوسری اسلام دشمن اور مسلم کش قوتوں کے علی الرغم "بھارت ماتا" کے ٹکڑے کر کے اپنی ایک آزاد اور خود مختار ریاست قائم کر لی۔ تقسیم کا مطالبہ مسلمانوں نے اس بنیاد پر کیا تھا کہ غیر مسلموں کے مقابلہ میں وہ ایک علیحدہ قوم ہیں اور کسی غیر مسلم کے ساتھ ان کا قومی اشتراک نہیں ہو سکتا۔ یہ کوئی ہنگامی مسئلہ یا سیاسی نعرہ نہ تھا بلکہ مسلمانوں کے ۱۴سو سالہ ملّی شعور کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا۔ جو لوگ اس مطالبے کو کسی اور محرک سے وابستہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ جنت الحمقیٰ میں بستے ہیں اور بہت دُور کی کوڑی لانا چاہتے ہیں۔ علم و تحقیق اور تاریخ کی دنیا میں اس قسم کے دعاوی کو کبھی درخورِ اعتناء نہیں سمجھا جاتا۔ اسلام نے اجتماعی شیرازہ بندی اور تشکیل قومیّت کے جو تمدنی اصول دیئے ہیں وہ بالکل دو ٹوک اور بے لچک ہیں۔ اس میں جہاں اغیار کے در آنے کے امکان کو حتی المقدور روکا گیا ہے، وہاں قومی وحدت کے حصار میں رخنہ ڈالنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ روزِ اوّل سے وحیِ الٰہی نے مسلمانوں کو اختلاف، افتراق اور تشتت کے نتائج سے خبردار کیا ہے اور اتحاد و اتفاق کی برکتوں کا گہرا شعور ان کے دلوں میں جاگزیں کیا ہے۔ "ید اللہ علی الجماعۃ" جماعت کی پشت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ "وعلیکم بالسواد الاعظم" سوادِ اعظم کے ساتھ رہو۔ اور "من شذّ شذّ فی النار" جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔ ایسی واضح ہدایات کے بعد کوئی مسلمان، مسلمان رہتے ہوئے دانستہ طور پر مسلمانوں کی کسی ہیئتِ اجتماعیہ سے علیحدگی کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ اور اس ہیئتِ اجتماعیہ کو تقسیم کر کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی بات تو صرف کسی دشمن ہی کے دل میں آ سکتی ہے۔ پاکستان میں جو لوگ ایک سے زائد قومیتوں کا شوشہ چھوڑتے ہیں وہ یا تو جاہل احمق ہیں یا پھر پاکستان دشمنی میں اندھے ہو کر شر پسندی سے کام لیتے ہیں۔ ایک

مسلمان کے نقطۂ نظر سے مسلمانوں کی کسی وحدت کی تقسیم اتنا سنگین جرم ہے کہ اس کو ایک لمحے کے لئے بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ یہ عمل انما المومنون اخوۃ (سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں) کی نفی اور تکذیب ہے۔ پاکستان ہندی مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق، یکجہتی و ہم آہنگی کی علامت ہے۔ اس ملک میں صوبائی، علاقائی، نسلی، لسانی یا کسی اور بنیاد پر مسلمانوں کی ایک سے زیادہ قومیت کا خیال زعم باطل ہے۔ اور اس کا اعلان ملک و قوم سے غداری کے مترادف ہے۔ اسلامی حِس اس معاملے میں اتنی نازک واقع ہوئی ہے کہ وہ ایسی مسجد کی تعمیر کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں جس کے پیچھے تفریق بین المسلمین کا داعیہ کارفرما ہو۔ آنحضورؐ کی زندگی میں منافقین نے اس قسم کی ایک مسجد تعمیر کی تو قرآن نے اس کا سختی سے نوٹس لیا۔ (ملاحظہ ہو سورۂ توبہ : آیت ۱۰۷)۔ ہماری تاریخ میں "مسجد ضرار" کے نام سے اس کا ذکر محفوظ ہے۔

اسلام میں جب تخریبی عزائم کے ساتھ خدا کے گھر کی تعمیر بھی گوارا نہیں تو باقی کسی اور چیز کے لئے کہاں گنجائش نکل سکتی ہے۔ لاریب پاکستان کے مسلمان ایک قوم ہیں۔ پاکستان میں ایک سے زیادہ قومیت کی بات اس قوم کے ساتھ کھلا ہوا مذاق ہے۔ عالمگیر قومیت کی علمبردار ملت ایک محدود جغرافیائی وحدت میں متعدد قومیتوں کا تصوّر کبھی بھی قبول نہیں کر سکتی۔ اس قسم کے تصوّر کی اشاعت و تبلیغ سے فقط ہمارے دشمن کے مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ اس لئے کوئی ہوشمند پاکستانی مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی اس قسم کے لغو اور بیہودہ نعروں کی طرف توجہ نہیں دے سکتا۔

چار ثقافتیں

اس سے ملتا جلتا ایک اور نعرہ چار ثقافتوں کا ہے۔ اس نعرے کا مقصد بھی وہی ہے، یعنی اہل پاکستان میں یہ خیال پیدا کرنا وہ ایک نہیں چار ہیں۔ قرآن مجید نے مسلمانوں کا وصف یہ بتایا ہے کہ وہ اس کو جوڑتے ہیں جس کو جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے (رعد - ۲۱)۔ اس کے برعکس کفار و مشرکین اور منافقین کا وصف یہ بتایا ہے کہ وہ اس کو توڑتے ہیں جس

کو جوڑنے کا اللہ نے انہیں حکم دیا ہے (رعد۔ ۲۵)۔ اور ایسے لوگوں پر لعنت بھی کی ہے۔ چار ثقافتوں کا غلغلہ بلند کرنے کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ پاکستان کے عوام میں اتحاد و یگانگت کی بجائے نفاق اور بیگانگی کے رجحانات کو فروغ دیا جائے۔

ثقافت کیا ہے۔ اس لفظ کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم کیا ہے۔ یہ لفظ ہماری زبان میں کب اور کیسے داخل ہوا۔ آجکل اس لفظ کی جو تعبیر کی جاتی ہے وہ کہاں تک درست ہے۔ اور لفظ اس تعبیر کا کہاں تک متحمل ہے۔ نیز ایک مسلمان معاشرے میں اس کی گنجائش کس حد تک ہے۔ یہ سوالات ایک مبسوط مقالے کے متقاضی ہیں۔ میں اسے کسی دوسرے موقع کے لئے اٹھا رکھتا ہوں۔ اگر ہمارے قلمی معاونین میں سے کوئی صاحب چاہیں تو اس پر طبع آزمائی کر سکتے ہیں۔ ان سوالات اور مباحث سے صرف نظر کرتے ہوئے بالفعل میں ازراہ اختصار بعض ایسی باتوں کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں جن کی گنجائش یہاں ہو سکتی ہے۔

چار ثقافتوں کا آوازہ بلند کرنے والوں کا مقصد چونکہ تالیف کی بجائے پاکستانی قوم کا شیرازہ بکھیرنا ہے اس لئے وہ اس کی ایسی تعبیر پیش کرتے ہیں جس کی روشنی میں وہ آسانی سے لوگوں کو دھوکا دے سکیں اور یہ ثابت کر سکیں کہ پاکستان ایک نہیں چار بلکہ اس سے بھی زائد ثقافتوں کا ملک ہے۔ ہماری نظر میں چونکہ تاریخی عوامل کے زیر اثر پاکستانی مسلمان ایک واحد قوم ہیں اس لئے ان کی "ثقافت" بھی ایک اور صرف ایک ہی ہو سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے اس ثقافت کے اجزائے ترکیبی وہ نہیں ہوں گے جو قوم کو جوڑنے والے نہیں بلکہ توڑنے والے ہوں۔

اس صورت میں ہماری ثقافت یقیناً اس ثقافت سے مختلف ہو گی جو قوم کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنے والی ہو اور جس کا نفسیاتی پس منظر قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ کل حزب بما لدیھم فرحون۔ ہر گروہ اس پر نازاں ہے جو ان کے پاس ہے اور اجتماعی زندگی میں اس اندازِ فکر کے نتائج کیا نکلتے ہیں، بتانے کی ضرورت نہیں۔ یہ طرزِ فکر انسان کو عصبیت جاہلیہ کی طرف لے جاتا ہے، جو اسلام سے پہلے عرب کی قبائلی زندگی میں بتمام و کمال موجود تھی اور جس کے متعلق قرآن مجید نے کہا ہے کہ "وکنتم علی شفا حفرۃ من النار" اور تم آگ کے گڑھے

کے کنارے کھڑے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلِ خاص سے انہیں نجات دے کر ایسے مقام پر پہنچا دیا جہاں وہ عصبیّتِ جاہلیہ کی بجائے اخوتِ اسلامی کی نعمت سے بہرہ ور ہوئے۔ یہ کام ہمارے اجتماعی قومی اداروں کا ہے کہ وہ ثقافت کی ایسی تعبیر پیش کریں جو پشاور سے کراچی تک مختلف علاقوں میں بسنے والے مسلمانوں میں قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتی ہو۔ اور جس کی اساس ہمارے عقائد، نظریات اور قومی اقدار پر ہو۔ ثقافت کے ایسے خط و خال کو نمایاں کرکے ہی ہم صحیح معنوں میں پاکستان کے تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر سکتے ہیں۔

تعصّبات

آج پاکستان میں مسلمان طرح طرح کے تعصبات کا شکار ہیں۔ کہیں صوبائی اور علاقائی تعصب ہے تو کہیں لسانی تعصب، کہیں قبائلی اور گروہی تعصب ہے تو کہیں ذات برادری کا تعصب، مذہبی تعصبات اس کے علاوہ ہیں۔ حالانکہ ہم جس مذہب کے حلقہ بگوش ہیں، اس میں تعصب کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ معاشی اعتبار سے طبقات کی تقسیم نے ہم میں طبقاتی تعصب کو جنم دیا۔ سیاسی دنیا میں پارٹیوں اور جماعتوں کی خود پسندانہ سرگرمیوں نے سیاسی تعصب کو رواج دیا۔ جو قوم اتنے گوناگوں تعصبات میں الجھی ہوئی ہو، اس کی سلامتی ہر وقت معرضِ خطر میں ہے۔

تعصب ہے کیا اور اس کو ختم کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ تعصب ایک قسم کی بیماری ہے جو بلند نظریات اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے فقدان سے انسانی دل و دماغ کو لگ جاتی ہے جس سے انسان کا ذہنی افق محدود اور اس کا حِسّی دائرہ تنگ اور نظر پست ہو جاتی ہے۔ اس کی نظر میں حق کا معیار اس کی اپنی ذات یا اپنی جماعت قرار پاتی ہے۔ حق کے تجریدی تصور سے وہ محروم ہو جاتا ہے۔ تعصب میں گرفتار انسان کی سب سے بڑی گمراہی یہی ہے۔ اور تعصب کا سب سے بڑا نقصان خود اس انسان کے حق میں یہ ہے کہ وہ حق سے دُور ہو جاتا ہے۔ وقتی فائدے کو مستقل فائدے پر ترجیح دیتا ہے۔ انفرادی یا جماعتی مفاد کے مقابلے میں اجتماعی اور قومی مفاد کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ تعصب کی جتنی اقسام ہیں ان کا خاتمہ صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ دلوں میں اسلام کے عقیدۂ توحید کو اس کے جملہ تقاضوں کے ساتھ راسخ کیا جائے۔ اس لئے کہ انسان

میں حق کا تجریدی تصور صرف اللہ پر ایمان سے پیدا ہوتا ہے۔ جس کے بغیر من و تُو کے جھگڑے ختم نہیں ہو سکتے۔ جب ہم معاملات اور مسائل کو' اس زاویے سے نہیں کہ میں یا میری جماعت کیا چاہتی ہے' بلکہ اس زاویے سے کہ ہمارا خدا کیا چاہتا ہے جس کا اپنا کوئی مفاد وابستہ نہیں دیکھنے لگیں گے تو ہر طرح کے تعصبات خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ مسلمانوں میں تعصبات کا پھیلنا اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کی زندگی میں عقیدۂ توحید کا عمل دخل ختم ہو چکا ہے۔

قومیتوں کا شوشہ ہو یا ثقافتوں کا نعرہ یا تعصبات کا فتنہ یہ سب ایک ہی شجرۂ خبیثہ کے برگ و بار ہیں۔ اور ان کا مقصدِ وحید پاکستان کے استحکام کو نقصان پہنچانا ہے۔ یہ پاکستان کے لئے آزمائش کا وقت ہے۔ پاکستان کے لئے نہیں بلکہ ہمارے لئے آزمائش کا وقت ہے۔ اس آزمائش سے کامیاب گزرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم حبل اللہ المتین اللہ کی رسیّ کو مضبوطی سے تھام لیں۔ یہی ہمارے درد کا درماں، ہمارے مسائل کا حل اور حصول قوت کا ذریعہ ہے۔

ان فتنوں کی وجہ سے پاکستان کے افق پر اٹھتا ہوا غبار کسی آنے والے طوفان کی نشاندہی کرتا ہے۔ اندرون ملک ایسے واقعات ہو رہے ہیں جن سے صرف دشمنوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ہم میں بیرونی دشمنوں کا شعور ہمیشہ بیدار رہا ہے۔ مگر اس حقیقت کا ادراک ہم نے بہت کم کیا ہے کہ اندرونی انتشار اور بدنظمی بیرونی حملے سے زیادہ خطرناک چیز ہے۔ انتشار اور برہمی کے ہاتھوں ہم آدھا ملک گنوا بیٹھے ہیں۔ کیا باقی ماندہ پاکستان پر ہمیں دشمن کی یلغار کا انتظار ہے۔ حالات کیسے ہی ناساز گار کیوں نہ ہوں ہمیں صبر و تحمل اور نظم و ضبط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑ دینا چاہیئے اور ایسا کوئی اقدام نہیں کرنا چاہیئے جس سے امن و امان کو خطرہ لاحق ہو۔ ہمارے بیرونی دشمن گھات میں ہیں وہ ملک کے داخلی انتشار سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ پاکستان کی بقا اور سالمیت کی خاطر ہمیں بہر صورت اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھنا چاہیئے۔ پاکستان کے ہر شہری کا یہ فرض ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ خود ایسی باتوں سے اجتناب کرے جو انتشار اور برہمی کو جنم دینے والی ہیں بلکہ دوسروں کا احتساب کر کے اس قسم کے رجحانات کی حوصلہ شکنی کرے۔

یہ تسلیم ہے کہ اس وقت ہمیں متعدد پیچیدہ مسائل کا سامنا ہے۔ اور ان میں سے بعض

مسائل ایسے بھی ہیں کہ ان کا مناسب حل نہ ہونے کی صورت میں اضطراب اور بے چینی کا پھیلنا ایک حد تک قرین قیاس ہے۔ لیکن حزم و احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ حالات کو کسی طور خراب نہ ہونے دیا جائے اور مسائل کے حل کے لئے ایسے طریقے اختیار کئے جائیں جن سے اعلیٰ اور اہم تر مقاصد مجروح نہ ہوں۔ اس وقت ہمارا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کا حصار اس قدر مضبوط اور مستحکم ہو کہ دشمنوں کی نگاہیں اس کی طرف اٹھیں بھی تو وہ مایوس و ناکام واپس لوٹ جائیں۔

بین الاقوامی سیاست اور حالاتِ حاضرہ کی رفتار پر جس شخص کی تھوڑی بہت بھی نظر ہے وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ پاکستان کے دشمن متحد ہو کر اس کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ اور ہر آن مناسب موقع کے منتظر ہیں۔ جب صورتِ حال یہ ہو تو اندرونی طور پر ملک کو پُرامن، متحد اور یکسو رکھنے کی ضرورت اور بڑھ جاتی ہے۔ ہم مسلمانوں کے لئے پاکستان اسلام کا گہوارہ ہے۔ اس لئے اس کی ایک ایک انچ زمین ہمارے لئے مقدس ہے اور اس کی حفاظت ہمارا دینی اور ملّی فریضہ ہے۔ یہ ملک ہم میں سے ہر ایک کی جائے پناہ بھی ہے اس لئے اس کی بقا ہماری بقا ہے۔ چھوٹے چھوٹے ذاتی اور گروہی مفادات کے مقابلے میں اجتماعی مفاد کی اہمیت کو نہ سمجھنے والے کبھی صلاح و فلاح سے ہمکنار نہیں ہو سکتے۔